Al-Āfāq, Vol.: 02, Issue: 02, Jul-Dec-2022
PP: 259-276

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

حیاتِ انسانی کے مراحل ومقاصد اور عصری معنویت: اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کا جائزہ

Stages and objectives of Human Life and Contemporary Significance: A Review of Teachings of Islam and Christianity

***Dr. Hafiz Amjad Hussain**
Professor, Department of Islamic Studies,
Government Graduate College, Samundri, Faisalabad, Pakistan.

****Muhammad Farooq Iqbal**
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
frqiqb@gamil.com

*****Muhammad Amjad**
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan.

ABSTRACT

Man is a being who has the honor of being the elite of creation. Man is the best and most perfect creature among all the creations of Allah Almighty. Allah created everything step by step, in all of these creations the greatest creation is the universe, is also created in stages. Allah also created the human being in different stages. In addition, Allah also divided human life into different stages. Allah did not create anything in this universe without a purpose, whether it is animate or inanimate. Man was also created under the purpose. Allah has told people the purpose of their life in clear words through the inspired religions. Now it is up to man to follow the purpose set by Allah in life or to be humiliated in this world and the hereafter by disobeying His orders.It is necessary for all of us to live our lives according to the purpose given by Allah, the teachings of the same things were given to the people by every Messenger of Allah.

Keywords: *Creator, Creation, Humanity, Human Life, Religion, Christianity.*

موضوع کا تعارف:

اللہ نے کائنات اور اس میں موجود مخلوقات واشیاء اتنے عمدہ انداز سے تخلیق کیے ہیں کہ اگر اشراف المخلوقات ان تخلیقات پر غور کریں تو حیرت میں ڈوب جائیں۔اور ان انسانوں کو جنہیں اشراف المخلوقات ہونے کا اعزاز حاصل ہے ان کو رب تعالیٰ نے خود کھلی دعوت دی ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کے ماحول پر غور و فکر کر کے قدرت کے کرشموں کو پہچانے۔ غور و فکر کرنے سے نہ صرف انسانی عقل وسیع ہوتی ہے بلکہ

اس سے انسان کا نظریہ زندگی بھی دوسرے لوگوں سے تبدیل ہو جاتا، وہ عام آدمی کی نظر سے نہیں بلکہ مختلف نظر سے دنیا کو دیکھتا ہے اور پھر اس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ قرآن مجید نے ہی لوگوں کو سوچنے کا اور زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ سیکھایا۔ غور و فکر کرنے سے ہی انسان کو اس دنیا کی حقیقت کے ساتھ ساتھ اپنی حقیقت بھی معلوم ہوتی ہے۔ اس کا مقصد حیات کیا ہے اور اُخروی زندگی میں اس کا کیا انجام ہوگا۔ اگر انسان غور و فکر ہی نہ کرے بلکہ اس بات پر یقین کر کے بیٹھ جائے کہ نظام کائنات خود بخود چل رہا ہے، کوئی بھی اس کی ڈوری سنبھالے ہوئے نہیں ہے تو اس سوچ کو اپنے وجود کے اندر رکھتے ہوئے وہ خود کو بھی ضائع کردے گا اور بے مقصد زندگی گزارنے کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ مقصد کے بغیر زندگی بسر کرنا، بنجر زمین میں پھل اگانے کے مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تخلیق مختلف مراحل سے گزارتے ہوئے کی، چاہے تخلیقِ کائنات ہو یا تخلیق حیوانات اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بھی چھ ادوار میں بنایا۔ تخلیق کائنات چھ مراحل سے گزرتے ہوئے وجود میں آئی اسی طرح باقی تمام تخلیقات کی تشکیل مختلف مراحل وادوار سے گزرتے ہوئے وجود میں آئی۔

ان مراحل کے علاوہ بھی انسانی زندگی بھی کچھ مراحل پر مبنی ہے ان مراحل میں انسان کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں، جن کو مکمل کرنا لازم ہوتا ہے۔ انسان کے غور و فکر سے اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ دنیا میں موجود کوئی بھی شئے بے مقصد تخلیق نہیں کی گئی چاہے وہ جاندار شئے ہو یا بے جان ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ جیسے آسمان وزمین بنائے گے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بنائے گئی مخلوق اس میں قیام کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ مخلوق انسان جسے اشراف المخلوقات ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اس کے لیے کیسے ممکن ہے کے بے مقصد پیدا ہوئی ہوگی۔ یعنی انسانی زندگی کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا ہے، اسلام اور عیسائیت میں عبادت مختلف انداز سے موجود ہے۔ لیکن الہامی مذاہب ہونے کے سبب ان کا بنیادی مقصد واحد و یکتا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

شوکت علی، **"تخلیق انسانی کا قرآن، بائبل اور سائنس کے تناظر میں تقابلی جائزہ"** نگران مقالہ: ڈاکٹر عباد الرحمٰن، زرعی یونیورسٹی، پشاور، ۲۰۱۴ء میں ایم فل کی سطح پر کام ہوا۔

حیاتِ انسانی کے مراحل و مقاصد تعلیماتِ اسلام اور عیسائیت کے تناظر میں:

اسلام اور عیسائیت انسانی زندگی کے مراحل و مقاصد کو یکساں طور پر بیان کرتا ہے کیونکہ یہ ادیان اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ ان کی بنیاد ویسے ہی یکساں ہے جس طرح ان کے عقائد و تعلیمات یکساں ہیں، اسلام محض خاتم الدیان ہونے کی بناء پر عیسائیت پر سبقت حاصل کرتا ہے کیونکہ خاتم الدیان ہونے کے سبب اس میں ہر امر کی وضاحت نہایت احسن طریقے سے کردی گئی۔ انسانی زندگی کے مراحل اسلام بھی وہی بیان کرتا ہے جو کئی سو سال قبل عیسائیت میں بیان ہوئے، عیسائیت کا چونکہ موضوع یہودیوں کو راہ راست پر لانا اور ان کی

اخلاقی تربیت تھا جس کی بناء پر عیسائیت میں زیادہ تر تعلیمات اخلاقی تربیت سے متعلق ہی موجود ہیں اس کے برعکس اسلام کا موضوع انسان ہے، اسلام انسان کے ہر پہلو میں رہنمائی کرتے ہوئے ایک وسیع دائرہ کار پر مبنی ہے۔ ان ادیان میں انسانی زندگی کا مقصد بھی مشترکہ طور پر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ و حضرت محمد ﷺ پر وحی فرمایا۔

پہلا مرحلہ: مٹی سے انسان اوّلؑ کی تخلیق:

اسلام کے مطابق پہلے مرحلے میں حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور پھر تمام بنی آدم انسان کو ان کی پشت سے پیدا کیا گیا۔ عیسائیت کے مطابق بھی پہلے مرحلے میں حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور ان کی پشت سے باقی انسان پیدا کیے گئے اس کے ساتھ ساتھ حضرت حواؑ کو ان کے ساتھی کے طور پر پیدا کیا گیا کیونکہ حضرت آدمؑ کا وجود تنہا تھا ان کے ساتھ کوئی بھی دوسرا بشر موجود نہ تھا۔

حضرت حواؑ کا انسان اوّل کی پشت سے پیدا ہونا:

اسلام کے مطابق حضرت حواؑ کو حضرت آدمؑ کی پشت سے پیدا کیا گیا اور اسی طرح باقی تمام انسانوں کو بھی حضرت آدمؑ کی پشت سے پیدا کیا گیا۔ قرآن مجید میں تفصیلاً حضرت آدمؑ بیٹوں کی پشت سے تمام اولاد کو نکالے جانے کا ذکر ہے اور احادیث میں حضرت آدمؑ کی پشت سے اجمالاً تمام اولاد کو نکالنے کا ذکر موجود ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

"وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ" (۱)

"اور (اے محبوب ﷺ) یاد کرو جب نکالا آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو"

حضرت آدمؑ کے بعد حضرت حواؑ پہلی شخصیت تھیں جن کو حضرت آدمؑ کی پشت سے پیدا کیا گیا، پھر اس کے بعد اولاد آدم کی پیدائش ہوئی۔ یہی تعلیمات عیسائیت میں موجود ہیں کہ حضرت آدمؑ کی پشت سے ہی حضرت حواؑ کی تخلیق ہوئی، جیسا کہ انجیل میں ہے کہ:

> اور خداوند خدا نے کہا کہ آدمؑ کا اکیلا رہنا اچھا نہیں۔ میں اس کے لئے ایک مددگار اسکی مانند بناؤنگا۔ اور خداوند خدا نے کل دشتی جانور اور ہوا کے کل پرندے مٹی سے بنائے اور انکو آدمؑ کے پاس لایا کہ دیکھے کہ انکے کیا نام رکھتا ہے اور آدمؑ نے جس جانور کو جو کہا وہی اسکا نام ٹھہرا۔ اور آدمؑ نے کل چوپایوں اور ہوا کے پرندوں اور کل دشتی جانوروں کے نام رکھے پر آدمؑ کے لئے کوئی مددگار اسکی مانند نہ ملا۔ اور خداوند خدا نے آدمؑ پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اس نے اسکی پسلیوں میں ایک کو نکال لیا اور اسکی جگہ گوشت بھر دیا۔ اور خداوند خدا اس پسلی سے جو اس نے آدمؑ سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اسے آدمؑ کے پاس لایا۔ اور آدمؑ نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اسلئے ناری کہلائیگی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی۔ (۲)

حضرت حواؑ کو حضرت آدم کی پشت کی ہڈی سے تخلیق کیا گیا اس امر کی وضاحت دونوں ادیان میں موجود ہیں۔ عیسائیت میں اولاد آدمؑ کو تفصیلا یا اجمالا نکالنے کا ذکر موجود نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تشریح حضرت محمد ﷺ خود فرمایا کرتے تھے اور انھوں نے لوگوں

کو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو تفصیلاً بیان فرمایا اور پھر اس کو مزید واضح کرنے کے لیے اس حکم پر خود عمل پیرا ہو کر دکھایا۔اور چونکہ اسلام خاتم الدیان ہے اس وجہ سے بھی اس میں ہر شئے کو واضح کر کے بیان کیا گیا ہے۔لیکن یہ پہلا مرحلہ دونوں ادیان میں یکساں طور پر بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے موجود ہے۔

دوسرا مرحلہ: ماں کے پیٹ میں بطور حمل

ماں کے پیٹ میں بطور حمل رہنا اسلام اور عیسائیت دونوں مذاہب کی تعلیمات میں موجود ہے اور نہ صرف ان مذاہب میں بلکہ جدید سائنس کے مطابق بھی ماں کے پیٹ میں بچے کی نشو نما ہوتی ہے۔اور اپنے مقرر وقت پر بچہ ماں کے پیٹ سے نکل کر اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے۔اسلام میں اس مرحلے کے بارے میں ہے کہ:

"ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ"(۳)

"پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی پھر ہم نے پیدا کر دیں اس بوٹی سے ہڈیاں، پھر ہم نے پہنا دیا اس ہڈیوں کو گوشت پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا پس بڑا بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے"

اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدہ مخلوق کو نہایت خوبصورتی سے مرحلہ وار تخلیق فرمایا، اللہ تعالیٰ نے درجہ ذیل مراحل سے گزارتے ہوئے انسان کی تخلیق فرمائے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے:

1. نطفے کا وجود
2. نطفے سے خون کے لوتھڑے کا وجود
3. خون کے لوتھڑے کا گوشت میں تبدیل ہونا
4. گوشت سے ہڈیوں کا وجود
5. ہڈیوں پر گوشت کا چڑھنا
6. اس بے جان گوشت کے وجود میں روح کا پھونکنا

ان تمام مراحل سے گزرتے ہوئے انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔اسی طرح عیسائیت کی تعلیمات میں بھی اس مرحلے (ماں کے پیٹ میں بطور حمل) کا ذکر ان الفاظ میں ہے کہ:

"کیونکہ میرے دل کو تو ہی نے بنایا۔میری ماں کے پیٹ میں تو ہی نے مجھے صورت بخشی۔میں تیرا شکر کرونگا کیونکہ میں

عجیب وغریب طور سے بنا ہوں۔ تیرے کام حیرت انگیز ہیں۔ میرا دل اسے خوب جانتا ہے"(۴)

عیسائیت میں اس مرحلے کی وضاحت موجود نہیں ہے کہ کس خوبصورتی سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پانی کی بوند سے لے کر ایک صحت مند وجود کی تخلیق فرمائی۔ لیکن ماں کے پیٹ میں بطور حمل رہنا اس کا ذکر مشترکہ طور پر دونوں مذاہب میں موجود ہے اس میں کسی قسم کا کوئی بھی متضاد موجود نہیں ہے۔

تیسرا مرحلہ: دُنیوی زندگی:

اسلام اور عیسائیت دونوں مذاہب لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوئے، ان دونوں مذاہب نے دنیوی زندگی سے متعلق ہر پہلو میں رہنمائی فرمائی تاکہ لوگ اخروی زندگی میں سرخرو ہو سکیں۔ حضرت عیسیٰؑ چونکہ خاص قوم کے لیے معبوث ہوئے اور ان کی زیادہ تر تعلیمات لوگوں کے اخلاقی پہلو کو سنوارنے کے لیے تھی لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کے دیگر احکامات بھی لوگوں تک پہنچائے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ عیسائیت زندگی کے ہر پہلو میں انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے اور مکمل ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ چونکہ تمام بنی نوع انسان کی اصلاح کے لیے معبوث ہوئے جس کی وجہ سے انھوں نے انسانوں کی ہر پہلو میں رہنمائی فرمائی۔ چاہے وہ معاشی ہو یا معاشرتی، اخلاقی ہو یا سیاسی، سماجی ہو یا ثقافتی یا پھر انفرادی ہو یا اجتماعی، اللہ تعالیٰ نے اس مرحلے میں لوگوں کی رہنمائی کے لیے حضرت محمد ﷺ کو معبوث فرمایا اور ان کی ذات کو لوگوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا"(۵)

"بے شک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔ یہ نمونہ اس کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے"

حضرت احمد ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے احکامات کے مطابق بسر کیا، صحابہ کرامؓ کو اپنے ساتھ اس راہ پر گامزن فرمایا اور متاخرین کو بھی احسن طریقے سے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے احکامات و تعلیمات کے مطابق دنیوی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی تاکہ اس تیسرے مرحلے میں انسان اپنی زندگی کو احسن طریقے سے اللہ تعالیٰ کے رضا حاصل کرتے ہوئے گزار سکے اور اگلے مرحلے میں بھی سرخرو ہو سکے۔ اس مرحلے میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ نے لوگوں کی رہنمائی فرمائی اللہ تعالیٰ کو احکامات لوگوں تک پہنچائے اور احسن طور پر زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی۔

چوتھا مرحلہ: اُخروی زندگی

اسلام اور عیسائیت اخروی زندگی سے متعلق بھی تعلیمات پیش کرتا ہے، جو تعلیمات اسلام پیش کرتا ہے وہ تمام تر تعلیمات عیسائیت میں موجود ہیں۔ اسلام ان تعلیمات کو مزید واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے۔

عیسائیت کی رو سے اُخروی زندگی کی تعلیمات

عیسائیت میں برزخ کی زندگی کے حالات کی تعلیمات موجود نہیں ہیں، لیکن اس کے علاوہ اخروی زندگی کا دائرہ کار عیسائیت میں نہایت وسیع ہے۔ اخروی زندگی سے متعلق عیسائیت کی تعلیمات یہ ہیں:

1. حیات بعد الموت
2. قیامت
3. اعمال کا حساب و کتاب
4. اعمال پر جزا و سزا

لوگوں کا عقیدہ آخرت پر نقطہ چینی:

پیغمبرانِ اللہ تعالی نے جب بھی آخرت کا عقیدہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے اس عقیدے پر اعتراض کیا۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بھی لوگوں نے یہی سلوک رواں رکھا اور اعتراض کیا کہ کیسے ممکن ہے جو جسم گل سڑ جاتا ہے وہ جسم دوبارہ اپنی اصل حالت میں واپس آجائے۔

اعتراضِ عقیدہ آخرت پر حضرت عیسیٰؑ کا جواب:

جب لوگوں نے اس عقیدے کو ماننے سے انکار کردیا تو حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالی کے حکم سے لوگوں کو زندہ کردیا، انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کا مردوں کو زندہ کرنے کے بے شمار واقعات درج ہیں، انجیل میں ہے کہ:

> "مریم اور اس کی بہن مرتھا کے گاؤں بیت عنیاہ کا لعزر نام ایک آدمی بیمار تھا۔ یہ وہی مریم تھی جس نے خداوند پر عطر ڈال کر اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے۔ اسی کا بھائی لعزر بیمار تھا۔ پس اس کی بہنوں نے اسے یہ کہلا بھیجا کہ اے خداوند دیکھ جسے تو عزیز رکھتا ہے وہ بیمار ہے۔ یسوع نے سن کر کہا کہ یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے تاکہ اس کے وسیلہ سے خدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو۔ اور یسوع مرتھا اور اس کی بہن اور لعزر سے محبت رکھتا تھا۔ پس جب اس نے سنا کہ وہ بیمار ہے تو جس جگہ تھا وہیں دو دن اور رہا۔ پھر اس کے بعد شاگردوں سے کہا آؤ پھر یہودیہ کو چلیں۔ شاگردوں نے اس سے کہا اے ربی! ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تو پھر وہاں جاتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا کیا دن کے بارہ گھنٹے نہیں ہوتے؟ اگر کوئی دن کو چلے تو ٹھوکر نہیں کھاتا کیونکہ وہ دنیا کی روشنی دیکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی رات کو چلے تو ٹھوکر کھاتا ہے کیونکہ اس میں روشنی نہیں۔ اس نے یہ باتیں کہیں اور اس کے بعد ان سے کہنے لگا کہ ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے لیکن میں اسے جگانے جاتا ہوں۔ پس شاگردوں نے اس سے کہا اے خداوند! اگر سو گیا ہے تو بچ جائے گا۔ یسوع نے تو اس کی موت کی

بابت کہا تھا مگر وہ سمجھے کہ آرام کی نیند کی بابت کہا۔ تب یسوع نے ان سے صاف کہہ دیا کہ لعزر مر گیا۔ اور میں تُمہارے سبب سے خوش ہوں کہ وہاں نہ تھا تاکہ تُم ایمان لاؤ لیکن آؤ ہم اس کے پاس چلیں۔ پس توما نے جسے توام کہتے تھے اپنے ساتھ کے شاگردوں سے کہا کہ آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اس کے ساتھ مریں۔ پس یسوع کو آکر معلوم ہوُا کہ اسے قبر میں رکھے چار دن ہوئے۔ بیت عنیاہ یروشلیم کے نزدیک قریباً دو سیل کے فاصلہ پر تھا۔ اور بہت سے یہودی مرتھا اور مریم کو ان کے بھائی کے بارے میں تسلی دینے آئے تھے۔ پس مرتھا یسوع کے آنے کی خبر سن کر اس سے ملنے کو گئی لیکن مریم گھر میں بیٹھی رہی۔ مرتھا نے یسوع سے کہا اے خداوند! اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دے گا۔ یسوع نے اس سے کہا تیرا بھائی جی اٹھے گا۔ مرتھا نے اس سے کہا میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اٹھے گا۔ یسوع نے اس سے کہا قیامت اور زندگی تو میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا۔ کیا تو اس پر ایمان رکھتی ہے؟ اس نے اس سے کہا ہاں اے خداوند میں ایمان لا چکی ہوں کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور چپکے سے اپنی بہن مریم کو بلا کر کہا کہ استاد یہیں ہے اور تجھے بلاتا ہے۔ وہ سنتے ہی جلد اٹھ کر اس کے پاس آئی۔ (یسوع ابھی گاؤں میں نہیں پہنچا تھا بلکہ اسی جگہ تھا جہاں مرتھا اس سے ملی تھی)۔ پس جو یہودی گھر میں اس کے پاس تھے اور اسے تسلّی دے رہے تھے یہ دیکھ کر مریم جلد اٹھ کر باہر گئی۔ اس خیال سے اس کے پیچھے ہو لئے کہ وہ قبر پر رونے جاتی ہے۔ جب مریم اس جگہ پہنچی جہاں یسوع تھا اور اسے دیکھا تو اس کے قدموں پر گر کر اس سے کہا اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ جب یسوع نے اسے اور ان یہودیوں کو جو اس کے ساتھ آئے تھے روتے دیکھا تو دل میں نہایت رنجیدہ ہوُا اور گھبرا کر کہا۔ تُم نے اسے کہاں رکھا ہے؟ انہوں نے کہا اے خداوند! چل کر دیکھ لے۔ یسوع کے آنسو بہنے لگے۔ پس یہودیوں نے کہا دیکھو وہ اس کو کیسا عزیز تھا۔ لیکن ان میں سے بعض نے کہا کیا یہ شخص جس نے اندھے کی آنکھیں کھولیں اتنا نہ کر سکا کہ یہ آدمی نہ مرتا؟ یسوع پھر اپنے دل میں نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر آیا۔ وہ ایک غار تھا اور اس پر پتھر دھرا تھا۔ یسوع نے کہا پتھر کو ہٹاؤ۔ اس مرے ہوئے شخص کی بہن مرتھا نے اس سے کہا۔ اے خداوند! اس میں سے تو اب بدبو آتی ہے کیونکہ اسے چار دن ہو گئے۔ یسوع نے اس سے کہا کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھے گی؟ پس انہوں نے اس پتھر کو ہٹا دیا۔ پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں میں نے یہ کہا تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور یہ کہہ کر اس نے بلند آواز سے پکارا کہ اے لعزر نکل آ۔ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا اور اس کا چہرہ رومال سے لپٹا ہوُا تھا۔ یسوع نے ان سے کہا اسے کھول کر جانے دو۔ پس بہتیرے یہودی جو مریم کے پاس آئے تھے اور جنہوں نے یسوع کا یہ کام دیکھا اس پر ایمان لائے"(٦)

یہ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا تھا، اس معجزے کے بعد بھی بیشتر لوگوں نے اس عقیدے پر ایمان لانے سے انکار کر دیا لیکن پھر بھی آپؑ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

عقیدہ آخرت کے اعتراض پر حضرت محمد ﷺ کا جواب

حضرت محمد ﷺ نے بھی جب عقیدہ آخرت بیان فرمایا تو ان لوگوں نے بھی اس عقیدے پر یہی اعتراض کیا کہ کیسے ممکن ہے ایک بے جان جسم میں دوبارہ جان ڈالنا اور اسے اصلی حالت میں دوبارہ تخلیق کرنا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ"(۷)

"تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کر کے (ایسا نہیں) بلکہ یہ (کفار) از سر نو پیدا ہونے کے بارے میں شک میں ہیں"

عہد نبوی ﷺ میں جن لوگوں نے اس عقیدے پر اعتراض کیا ان میں سے بیشتر عیسائی تھے جو حضرت عیسیٰؑ سے بھی اس عقیدے کی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک ہے وہ ہر شئے پر قادر ہے وہ ایک مرتبہ انسانوں کی تخلیق اتنے احسن طریقے سے کر سکتا ہے تو دوسری مرتبہ بھی ایک ہڈی سے انسان کی تخلیق فرما سکتا ہے۔

اسلام کی رو سے اُخروی زندگی کی تعلیمات:

اسلام چونکہ خاتم الادیان ہے جس کی بناء پر اس میں اخروی زندگی کے بیشتر پہلوؤں کا ذکر موجود ہے۔ اسلام کے ذریعے قبر کے حالات سے متعلق معلومات بھی ملتی ہیں، اسلام میں اخروی زندگی سے متعلق درجہ ذیل تعلیمات موجود ہیں:

1. روح کے قبض ہوتے وقت کے حالات
2. روح کے قبض ہونے کی تکلیف
3. حالاتِ قبر
4. سوالاتِ قبر
5. حیات بعد الموت
6. قیامت کے روز صور کا پھونکا جانا
7. اعمال کا حساب کتاب
8. اعمال کی بناء پر جزا و سزا

اس کے علاوہ قیامت کی منظر کشی قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر بھی اسلام میں موجود ہے، جس کے خوف سے انسان دنیوی زندگی کو قرآن و

حدیث کے مطابق بسر کرنے کے لیے کوشاں ہوتا ہے۔

حیاتِ انسانی کا مقصد

اسلام اور عیسائیت میں انسانی زندگی کا مقصد یکساں ہے جو کہ محض واحد و یکتا اللہ تعالی کی عبادت کرنا ہے، اس کے علاوہ انسان کی تخلیق کا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ اسلام و عیسائیت میں اس مقصد کی متعدد تعلیمات موجود ہیں جیسا کہ اسلام میں ہے کہ:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ "(۸)

"اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ طلب کرتا ہوں میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالی ہی (سب کو) روزی دینے والا، قوت والا (اور) زور والا ہے"

اسی طرح عیسائیت میں بھی حضرت عیسیٰؑ نے اس مقصد کو واضح کیا اور اس مقصد کو سرانجام دینے کے لیے اپنی حیات لوگوں کی رہنمائی میں بسر فرمائی، حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ دنیا میں تشریف آوری کے بعد بھی وہ اس مقصد کو لوگوں پر واضح فرمائیں گے۔ انجیل میں انسانی زندگی کے مقصد کے بارے میں ہے کہ:

" پس اے اسرائیل! خداوند تیرا خدا تجھ سے اس کے سوا اور کیا چاہتا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کا خوف مانے اور اسکی سب راہوں پر چلے اور اسے محبت رکھے اور اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے خدا کی بندگی کرے۔ اور خداوند کے جو احکام اور آئین میں تجھ کو آج بتاتا ہوں ان پر عمل کرے تا کہ تیری خیر ہو؟"(۹)

حضرت عیسیٰؑ نے خود بھی ساری زندگی اللہ تعالی کی عبادت و بندگی فرمائی اور لوگوں کو بھی یہ راہ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسلام اور عیسائیت میں عبادات کا تصور موجود ہے اور کچھ عبادات مشترکہ بھی ہیں جن میں یہ شامل ہیں:

نماز:

نماز کے لیے انجیل میں دعا کا لفظ استعمال ہوا ہے، عیسائیت میں نماز مختلف انداز سے ادا کی جاتی۔ حضرت عیسیٰؑ خود بھی دعا میں مشغول رہتے اور اپنے حواریوں کی بھی اس کی تلقین فرماتے، جیسا کہ انجیل میں ہے کہ:

"جب شام ہوئی تو وہ بارہ شاگردوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تھا۔ پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آ کر ان کو سوتے پایا اور پطرس سے کہا کیا تُم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟ جاگو اور دعا کرو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اس نے جا کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔ اور آ کر انہیں پھر سوتے پایا کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھریں

تھیں۔ اور ان کو چھوڑ کر پھر چلا گیا اور پھر وہی بات کہہ کر تیسری بار دعا کی۔ تب شاگردوں کے پاس آکر ان سے کہا اب سوتے رہو اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آپہنچا اور ابن آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ اٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آپہنچا ہے۔"(۱۰)

اس کے علاوہ بھی انجیل میں متعدد جگھوں پر نماز کی ادائیگی کا حکم ملتا ہے۔ اسلام میں بھی نماز قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور نماز کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ذریعہ قرار دینے کے ساتھ آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کہ:

"جعلت قرة عيني في الصلاة" (۱۱)

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"

اسی طرح قرآن مجید میں بھی بار بار نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، قرآن مجید میں ہے کہ:

"وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ"(۱۲)

"اور صحیح ادا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ"

قرآن مجید میں متعدد جگھوں پر نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا، نماز کے اس احکام کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمائی، آپ ﷺ نے رکعات نماز، نماز ادا کرنے کا طریقہ، نماز کی شرائط اور نماز کے فرائض کو نہایت احسن انداز سے بیان فرمایا۔

روزہ:

روزہ دیگر قوموں پر بھی فرض کیے گئے ہیں اور اسلام و عیسائیت میں بھی روزے فرض ہیں، قرآن مجید میں ہے کہ:

" يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ "(۱۳)

"اے ایمان والو! فرض کئے گئے ہیں تم پر روزے جیسے فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے، کہ کہیں تم پرہیزگار بن جاؤ"

اسلام اور عیسائیت میں روزے کے ایام مختلف ہیں، اسلام میں رمضان المبارک میں پورے ماہ کے روزے رکھنا فرض ہیں اور عیسائیت میں مخصوص ایام میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جس میں یوم عاشورہ وغیرہ شامل ہے۔ اس کے علاوہ اسلام اور عیسائیت میں مختلف عبادات کا تصور موجود ہے جس میں نفلی روزے، نفلی نمازیں، حقوق العباد کی ادائیگی اور احکام عشرہ کی پیروی وغیرہ شامل ہے۔ ان تمام تر عبادات کا بنیادی مقصد انسان کے تخلیق کے مقصد کو پورا کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ اسلام اور عیسائیت چونکہ اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ ادیان ہیں جس کے سبب ان ادیان کی تعلیمات میں مماثلت موجود ہے۔ ان ادیان میں متضاد مخصوص مقامات میں آتا ہے جیسے عیسائیت میں چند عبادات ہیں لیکن اسلام عبادات کا مجموعہ ہے۔ عیسائیت کی تعلیمات اس لیے بھی مخصوص ہیں

کیونکہ عیسائیت خاص علاقے، خاص قوم کے لیے نازل کیا گیا لیکن اسلام تا قیامت تک کا مذہب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل وقوع پذیر نہیں ہوگا۔ اسلام اور عیسائیت میں انسانی زندگی کے مراحل میں یکسانیت موجود ہے، اسلام صرف ان مذاہب کو مزید تفصیلاً بیان کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ان ادیان میں انسانی زندگی کا مقصد محض واحد و یکتا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے، عیسائیت مخصوص عبادات کو بیان کرتا ہے لیکن اسلام عبادت کے لامحدود طریقوں پر روشنی ڈالتا ہے۔

عصر حاضر کے تناظر میں حیاتِ انسانی کے مراحل و مقاصد:

عصر حاضر میں انسان جہاں نئی سے نئی ایجادات و دریافت کرنے میں مشغول ہے وہاں ہی وہ اپنے مذہب کو عبادت گاہوں تک مخصوص کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے۔ انسان اپنی زندگی کو بلند و برتر کرتے کرتے اپنے مقاصد کو بھی تبدیل کر بیٹھا ہے، انسان نے اپنے مقاصد کو محض دنیا تک محدود کر دیا ہے، اس کی اہم وجہ یہ بھی ہے کہ عصر حاضر کے انسان کے مطابق اسے اس دنیا کے علاوہ کسی دوسری دنیا میں زندہ نہیں رہنا وہ آخرت کے تصور اور آخرت کی زندگی کو پس پشت کر چکا ہے۔ اور دنیا میں اتنا مگن ہو چکا ہے کہ اسے اپنی کامیابی کا علاوہ کسی دوسری شئے کی فکر لاحق نہیں ہے حتیٰ کہ وہ اس مادہ پرستی میں اپنے دین سے بھی غافل ہے۔

حیاتِ انسانی کے مراحل:

آج کا جدید دور مذہب و روایات سے کوسوں دور اپنی ہی تگ و دو میں لگا ہوا ہے، اسے مذہب، مذہبی تعلیمات و احکامات سے بلکل فرق نہیں پڑتا یہ اپنا کام اپنی رفتار سے طے کرنے میں گامزن ہے۔ آج کے جدید دور میں نامور و مشہور سائنس دانوں کی تحقیقات کے مطابق انسان پیدا ہوتا ہے، بڑھتا ہے، جنسی پختگی کو پہنچتا ہے اور مرجاتا ہے۔ عصر حاضر میں حیات انسانی کو تین اہم مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ یہ ہیں:

1. ماں کے پیٹ میں بطور حمل
2. دُنیوی زندگی
3. موت

مرحلہ اوّل: ماں کے پیٹ میں بطور حمل

> اسلام جس امر کو آج سے چودہ سو سال قبل بیان کر چکا تھا آج کی جدید سائنس اسے سچ ثابت کر رہی ہے، اسلام نے تخلیق انسان کے سات مراحل کو بھی واضح کر دیا تھا جس میں نطفہ، نطفے سے خون کا لوتھڑا، خون کے لوتھڑے سے گوشت، گوشت سے ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت، شکل و صورت کا بننا اور روح کا پھونکا جانا شامل ہے۔ یونان کا شہر آفاق معالج ہپوکریٹس جنین کے درج ذیل مراحل بیان کرتا ہے جو کہ یہ ہیں:
>
> "مادہ تولید وہ مادہ ہے جو والدین کے تمام تر جسم سے آتا ہے، کمزور مادہ کمزور حصوں سے آتا ہے اور طاقتور مادہ طاقتور حصوں

سے آتا ہے۔ جنین کا نطفہ جھلی میں رکا رہتا ہے (رحم مادر میں) اس کی افزائش اس کی ماں کے خون کی بدولت ہوتی ہے جو کہ رحم کی طرف دوران خون کرتا ہے۔ عورت جب حاملہ ہو جاتی ہے تو اس کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے۔ ماں کے خون کے جماؤ کی بدولت گوشت بننا شروع ہو جاتا ہے، جوں جوں گوشت کی افزائش بڑھنی شروع ہوتی ہے یہ جسم کے مختلف اعضاء کی شکل اختیار کرتا جاتا ہے اور یہ عمل سانس کی وساطت سے پروان چڑھتا ہے۔ ہڈیوں میں سختی آجاتی ہے اور یہ اس طرح باہر نکل آتی ہیں جس طرح درختوں کی شاخیں نکلتی ہیں۔"(۱۴)

انسان کے تخلیقی مراحل کو مختلف سائنس دانوں نے مزید واضح کیا ہے، پروفیسر کیتھ مور بیان کرتا ہے کہ:

"The Alaqah is transformed into Mudghah which means 'something that is chewed (having teeth marks)' and also something that is tacky and small, which can be put in the mouth like gum. Both these explanations are scientifically correct. This Mudghah is transformed into bones. The bones are clothed with intact flesh or muscles. Then Allah makes it into another creature."(۱۵)

سائنس دانوں نے مختلف تحقیقات کے بعد تخلیقِ انسان کو مراحل کو بیان کیا، انھوں نے مختلف امثال کے ذریعے دیگر لوگوں کو اس امر کی وضاحت کی۔ اسی طرح ڈاکٹر کیتھ مور بھی تخلیق انسان میں گوشت اور ہڈیوں کی نشو نما کی وضاحت کرتا ہے ڈاکٹر کیتھ مور کے مطابق:

"جنین کا ڈھانچہ بننا شروع ہوتا ہے، سینے کا گوشت نشو نما پانا شروع ہو جاتا ہے اور کرکری ہڈی کے ارد گرد گوشت کی تہہ بننا شروع ہو جاتی ہے۔ ہڈیاں بننی شروع ہو جاتی ہیں لیکن یہ ہنوز کرکری ہڈیاں ہوتی ہیں، مکمل ہڈیاں کی صورت اختیار نہیں کی گئی ہوتی"(۱۶)

قرآنی آیت پر اعتراض:

سائنس دان جہاں اپنی تحقیقات کے بعد قرآن مجید سے ان تجربات و تحقیقات کا موازنہ کرتے ہوئے حیرت میں ڈوب جاتے ہیں کہ کسی طرح آج سے چودہ سو سال قبل ان امور کو بیان کر دیا گیا تھا وہاں ہی بیشتر سائنس دان قرآن مجید کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے امر کو درست قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر مور اور ڈاکٹر سالڈر نے کیا:

"ایسا کچھ نہیں ہے کہ پہلے جنین کی ہڈیاں تشکیل پائیں اور مابعد ان کو گوشت پہنایا جائے بلکہ ہڈیوں کے نشو نما پانے سے کئی ہفتے پہلے گوشت موجود ہوتا ہے بجائے اس کے کہ ہڈیاں پہلے ہی سے موجود ہوں اور مابعد انھیں گوشت پہنایا جائے جیسا کہ قرآن پاک فرماتا ہے"(۱۷)

انھوں نے قرآن مجید کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ پہلے ہڈیاں وجود میں آئیں اور پھر ان پر گوشت چڑھایا جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے بلکہ سب سے پہلے گوشت بنتا ہے اور پھر ہڈیاں وجود میں آتی ہیں۔

مرحلہ دوم: دنیوی زندگی

دوسرا مرحلہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کا ہے، انسان اپنی ماں کے پیٹ میں نو ماہ تک رہ کر اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے۔ اس دنیا میں قدم رکھنے کے بعد وہ اس میں بھی مختلف مراحل سے گزرتا ہے، ہر مرحلے میں وہ مختلف انداز سے اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور مختلف امور کو سرانجام دیتا ہے۔ انسان دنیا میں جن مراحل سے گزرتا ہے وہ یہ ہیں:

بچپن

بچپن کو بھی آگے مزید مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں نوزائیدہ مرحلہ، ابتدائی بچپن اور دوسرا بچپن شامل ہے۔ نوزائیدہ مرحلہ پیدائش سے ۴ ہفتوں تک کا ہوتا اور کچھ کے مطابق یہ مرحلہ ایک سال تک کا ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں بچے میں بہت تیزی سے تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس میں شکل کا بدلنا، ماں کے ساتھ انسیت وغیرہ شامل ہے۔ ابتدائی بچپن ایک سال سے پانچ، چھے سال تک کا ہوتا ہے، اس میں بچہ چلنا، بولنا سیکھتا ہے اور جذباتی نشو نما پاتا ہے۔ دوسرا بچپن بارہ سال تک کا ہوتا ہے اس مرحلے میں انسان سماجی تعلقات بناتا ہے اور اپنی نوجوانی کی بنیاد رکھتا ہے۔

نوجوانی

بارہ سے سترہ سال کا عرصہ انسان کی نوجوانی کا ہوتا ہے جس میں وہ بالغ ہونے کے ساتھ ساتھ عقل و شعور بھی حاصل کرتا ہے اور جوانی کی بنیاد رکھتے ہوئے اس پر گامزن ہو جاتا ہے۔

جوانی

اس مرحلے میں انسان اپنی زندگی کی ذمے داریوں کو سمبھالتا ہے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے معاش پر توجہ دیتا ہے۔ یہ مرحل سب سے طویل ہے یہ سترہ سے پچاس سال تک کا ہوتا ہے جس میں انسان اپنے امور کو سرانجام دینے میں مشغول رہتا ہے۔

بڑھاپا

یہ دنیوی زندگی کا آخری مرحلہ ہے جو پچاس سال سے موت تک کا ہوتا ہے، اس مرحلے میں پیشہ ورانہ زندگی کا اختتام ہوتا ہے اس مرحلے میں انسان کے مقاصد تبدیل ہو جاتے ہیں۔

مرحلہ سوم: موت

عصر حاضر میں موت کو تیسرا اور آخری مرحلہ قرار دیا گیا ہے، لیکن موت کے بعد کی زندگی کو بیان نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس سے متعلق کوئی بھی معلومات موجود ہیں۔ سائنس کے مطابق موت کے بعد کسی قسم کی کوئی انسانی زندگی نہیں ہوتی، زندگی نہیں تو کسی قسم کا کوئی حساب کتاب بھی نہیں اور نہ ہی دنیا میں کیے گئے نیک و بد اعمال کی جزا اور سزا کا کوئی تصور موجود ہے۔ عصر حاضر میں سائنس دان قیامت کے دھماکے پر ضرور یقین

کر رہے ہیں (جو قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال قبل بیان کر دیا تھا) کہ جس طرح کائنات دھماکے (بگ بینگ) سے وجود میں آئی اسی طرح ایک عظیم دھماکے (بگ کرنچ) سے فنا ہو جائے گی۔اس تحقیق کے بعد بھی سائنس دان اس دھماکے کو قیامت کے نام سے منسوب کرنے سے گریز کر رہے ہیں اور انسان کے آخری مرحلے کے بارے میں معلومات فراہم کرنے سے بھی قاصر ہے۔

عصر حاضر میں حیاتِ انسانی کے مقاصد:

انسان یہ سوچ رواں رکھے ہوئے ہے کہ یہ دنیا ہی اس کا کل سرمایہ ہے،اسے محض اس دنیا کے لیے جینا ہے اور اس میں ہی کامیابی حاصل کرنی ہے۔اس سوچ کی بناء پر انسان کے زندگی کے مقاصد بھی تبدیل ہو گئے ہیں پہلے اس کا مقصد لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہوتا ہے ان کے ساتھ ہمدردی کا رویہ رواں رکھنا ہوتا تھا لیکن اب اس جدید دور میں انسان محض لوگوں میں شہرت و عزت، مال و دولت کے زیادہ حصول کو اپنا مقصد حیات بنائے ہوئے ہے۔عصر حاضر میں انسان کے بنیادی مقاصد یہ ہیں:

طلبِ دولت:

موجودہ دور میں تقریباً ہر انسان دولت کا متلاشی ہے اور اس کی حسرت دل میں لیے زندگی کا ہم سفر رہتا ہے اور دولت سمیٹنے میں اپنی زندگی وقف کر دیتا ہے۔بے شک پیسہ ہر دور کی بنیادی ضرورت ہے مگر عصر حاضر میں انسان دولت سمیٹنے کی آڑ میں جائز اور ناجائز کا فرق بھلا چکا ہے۔انسان کے فکر و خیال میں ہوس زر سما چکی ہے،مال و زر جمع کرنے میں اسے طمانیت اور سکون محسوس ہوتا ہے۔ہر طرف روپے پیسے،سونے چاندی،زمین،گھر،جائیداد کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا جس کے سبب انسان کا پیٹ جو دو روٹیوں سے بھر سکتا ہے وہ کبھی بھرتا ہی نہیں ہے۔آج کے انسان نے کثیر مال و دولت کو اپنا مقصد حیات بنا لیا ہے اور اس مقصد کی تکمیل کی خاطر تمام اخلاقیات کو پس پشت ڈال کر مال جمع کرنے کی دوڑ میں ہے۔اسی دولت کی پوجا نے انسان کے اندر ایسی ہوس پیدا کر دی ہے جو کبھی نا ختم ہونے والی ہے۔مال کی حوس و حرص ایک ایسی بیماری ہے جو معاشرہ کو فتنہ و فساد سے بھر رہی ہے۔مگر اس کے باوجود بھی عصر حاضر میں ہر انسان مال جمع کرنے کو اولین ترجیح قرار دیتا ہے۔

لباسِ شہرت کا جنون:

موجودہ دور میں اس کائنات میں شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جو شہرت حاصل کرنا نہ چاہتا ہو۔ہر ایک اس کوشش میں مصروف عمل دکھائی دیتا ہے کہ اس کا نام بڑا ہو سکے اسے دنیا پہچانے،ہر خصوصیت اس کے نام سے جڑی ہو،ہر مجلس و محفل میں اس کی تعریفوں کے گن گائے جائیں۔کثیر تعداد میں لوگ آج سوشل میڈیا پر شہرت طلبی کے مذموم ارادے کے تحت جلوہ گر ہوتے ہیں۔شہرت طلبی کی لگن آج تقریباً ہر انسان کو ہے اور تمام لوگ سارا زور اسی پر صرف کیے ہوئے ہیں کہ عوام کی نظروں میں کس طرح اپنے آپ کو لایا جائے۔اسی شہرت کے

حصول کے سبب آج کا انسان مختلف حربے استعمال کر رہا ہے جو معاشرے کی اخلاقی اقدار کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔

طلب شہرت اور رسم بے حیائی:

عصر حاضر میں لوگ طلب شہرت کی خاطر اخلاقیات کا جنازہ نکالتے دکھائی دے رہے ہیں۔آج ٹک ٹاک پوری دنیا میں مشہور پلیٹ فارم بن چکا ہے جس کے ذریعے کئی لوگ اخلاق درجے سے گری ہوئی حرکتیں کر کے دنیا میں مشہور ہو گئے۔اور اب انہی لوگوں کی پیروی کرتے ہوئے دیگر و بیشتر لوگ شہرت کمانے کی خاطر یہی حرسب کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔غیر اخلاقی ویڈیوز و تصاویر کے سبب معاشرتی اقدار کی پامالی ہو رہی ہے مگر آج کا انسان اس سے صرف نظر کیے شہرت کمانے کی دھن میں اخلاقیات کا جنازہ نکالنے میں بھی عار محسوس نہیں کر رہا کیونکہ طلب شہرت آج کے انسان کا مقصد حیات مقرر ہو چکی ہے۔

شوقِ ریاکاری:

چونکہ موجودہ دور میں انسان طلب شہرت کا خواہش مند ہے اسی سبب ہر انسان اپنی ظاہری حالت بہتر کرنے میں مصروف عمل ہے اور اپنے باطن کو فراموش کیے بیٹھا ہے۔آج کا معاشرہ یہ رسم و رواج پکڑتا دیکھائی دے رہا ہے کہ جب کسی غریب کی مدد کی جاتی ہے تو اس کا اشتہار لگایا جائے تاکہ انسان کو نام نہاد شہرت حاصل ہو سکے۔آج کے معاشرے میں بد قسمتی سے یہ فضا چل پڑی ہے جس سے غریب کی عزت نفس مجروح کی جارہی ہے مگر شہرت کا دلدادہ انسان اس امر سے پہلو تہی کیے اپنے آپ کو زمانہ کے سامنے لانے میں مگن ہے۔

جنونِ طاقت:

طاقت کا نشہ یوں تو ازل سے ہی انسان کی سرشت میں رہا ہے مگر موجودہ دور میں انسان نے حصول طاقت کو اپنا مقصد حیات طائنات کر لیا ہے۔ گویا آج کا انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ طاقت کے حصول کے بغیر اس کی زندگی بے معنی ہے۔آج دنیا حصول طاقت کے مقصد کے تحت ہی فتنہ و فساد برپا کیے ہوئے ہے۔ مرد تو خصوصاً ازل سے ہی اس سے منسوب ہے اور یہی منسوبیت اس کی ذات کا مان نظر آتی ہے۔

طاقت کا نشہ ایک ایسی چیز ہے جسے پورا کرنے کے لیے انسان کسی بھی حد تک جاتا ہے۔یہ اپنے ساتھ لوگوں کے خواب، مستقبل، خوشیاں سب بہا لے جاتا ہے۔اکثر لوگ دوسرے کے اس طاقت کے نشہ کی بھینٹ چڑھتے دکھائی دیتے ہیں اور کئی نسلیں اس چکر میں پستی رہتی ہیں۔انسان طاقت کے حصول کی خاطر سر توڑ کوششیں کر رہا ہے کہ وہ ہر ایک پر برسر اقتدار آسکے۔آج کے زمانے میں فقط زمیندار، جاگیردار، کاروباری لوگ ہی طاقت کے حصول میں مگن نہیں بلکہ آج ایک عام آدمی بھی اسی خواہش کی پیروی کرتا دکھائی دیتا ہے۔عصر حاضر میں جہاں انسان اپنی حیات کے بنیادی مراحل کو پس پشت کر چکا ہے وہاں ہی انسان دنیوی زندگی و مادہ پرستی میں اس قدر مگن ہو چکا ہے کہ وہ اپنے حیات کے مقاصد کو بھی بھول بیٹھا ہے۔اس جدید دور میں انسان کو خوب سے خوب تر ہونے کی خواہش ہے جبکہ انسان کے آباواجداد نے ہی اسے انسانی ہمدردی اور احساس کا درس دیا تھا۔قدیم زمانہ سادہ تھا جس میں مذہب کو زندگی کے ہر معاملے میں اہمیت دی جاتی تھی لیکن اب انسان نئی ایجادات و تخلیقات میں اس

قدر مگن ہو چکا ہے کہ وہ مذہب کو بھی محض عبادت گاہوں تک محدود کر چکا ہے۔ مذہب کی عدم موجودگی اور مادہ پرستی سے انسان اپنی سم و روایات اور یہاں تک کہ اپنے مقصد حیات کو بھی فراموش کر بیٹھا ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلام اور عیسائیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ سامی مذاہب ہیں جو لوگوں کی ہدایت اور ان کی دُنیوی واُخروی زندگی کو سنوارنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر نازل ہوئے، سامی مذاہب کے علاوہ عالم میں کوئی ایسا دین نہیں ہے جو ایسی خوبیوں سے لبریز ہونے کے ساتھ ساتھ اس قدر وسیع ہو۔ چونکہ یہ مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اس لیے ان کا دائرہ کار نہایت وسیع ہے یہ زندگی کے ہر معاملے میں انسان کی ہدایت فرماتے ہیں۔ عیسائیت چونکہ خاص قوم کے لیے نازل ہوا اور اسلام پورے عالم کی ہدایت کے لیے نازل ہوا لیکن اس کے باوجود بھی عیسائیت انسانی زندگی کے بیشتر پہلوؤں کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے جس سے اس کے دائرہ کار کی وسعت نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق ومالک ہے اس کے حکم کے مطابق ازل سے ہر امر وقوع پذیر ہوتا گیا ہے اور ابد تک اس کے حکم کے مطابق ہی ہر امر کا واقع ہونا ہے۔ انسان تو کیا کوئی پتہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مرضی کے بغیر ہل نہیں سکتا، وہی ہے جس نے زندگی اور موت کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور لوگوں کے رزق کا انتظام کرنا ہوتا ہے انسان صرف کوشش سے اس کے لکھے تک پہنچتا ہے۔ ہر مذہب کی اساس اس کے عقائد ہوتے ہیں عقائد سے انسان اپنے مذہب اور اپنے خدا کو پہنچانتا ہے، الہامی مذاہب چونکہ رب تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اس لیے ان مذاہب کے بنیادی عقائد و نظریات مشترکہ ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کو یکتا و واحد ماننے کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء ورسل پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ان کی عزت وتکریم کرتے ہیں اور عقیدہ آخرت وتقدیر پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ عیسائیت واسلام چونکہ الہامی ادیان ہی ہیں اس لیے ان کے بھی بنیادی عقائد مشترکہ ہیں، خاتم النبیائے بنی اسرائیلؑ اور خاتم النبیین ﷺ نے ان یکساں عقائد کی تعلیم دی جن کے بغیر ان ادیان میں داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ انسان وہ مخلوق ہے جسے تمام تر مخلوقات پر فوقیت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرحلہ وار تخلیق کیا اور اس کے بعد انسانی زندگی کو بھی مختلف مراحل سے گزاراتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر غور وفکر کرتے ہوئے اپنی زندگی کا مقصد پہچان سکے۔ انسان کو اشراف المخلوقات اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ وہ تمام تر مخلوقات سے زیادہ عقل وشعور رکھتی ہے، ایسا شخص جب اپنے ارد گرد دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی شئے اللہ تعالیٰ نے بے معانی نہیں پیدا فرمائی اور جب انسان خود اپنی ذات پر غور کرتا ہے تو اسے اپنی حقیقت کا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے ہی قرآن مجید کو نازل فرمایا اس کتاب سے بھی اللہ تعالیٰ نے انسانی مقصد کو بیان فرمایا تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکائے رکھے۔ انسان کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی لیکن عبادت کا مطلب صرف یہ نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ عبادات کو ہی سرانجام دے بلکہ اللہ تعالیٰ اور محبوب الٰہی نے زندگی کے ہر لمحے کو احسن طریقے سے اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کو عبادت کہا ہے۔ اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائیت میں

بھی انسانی زندگی کے وہی مراحل ہیں جن کا تذکرہ قرآن وحدیث میں بھی موجود ہے۔ اس مراحل میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ کا مٹی سے پیدا ہونا، ان کے بعد ان کی ساتھ حضرت حواؑ کا پیدا ہونا اور پھر باقی تمام لوگوں کا پیدا ہونا شامل ہے۔ انسانی روح کی تخلیق جہاں آسمانوں میں ہوتی ہے اسے طرح انسانی بدن کی تخلیق دنیوی مرحلے میں ہوتی ہے جس کا پہلا مرحلہ ماں کے پیٹ میں حمل کی صورت میں ہے۔ انسان دنیا میں قدم رکھنے کے بعد انسان ان احکامات کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آخری مرحلے میں منتقل ہونے کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔ ان احکامات کی پیروی کرتے ہوئے اسے اپنی زندگی کا مقصد معلوم ہوتا ہے، اس مقصد کے تحت وہ اپنی زندگی بسر کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت عیسیٰؑ کی رضا و خوشنودی حاصل ہونے کے ساتھ دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی بھی نصیب ہو سکے۔

نتائج:

1. عقائد کسی بھی مذہب کے پیروکار کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جس پر دین کی بنیاد ہوتی ہے اور جس پر اعتقاد سے انسان اس دین میں داخل ہونے کے قابل ہو سکتا ہے۔
2. اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کو مرحلہ وار تخلیق کیا ہے چاہے وہ کائنات ہو یا حیوانات ہوں اور اسی امر کو مزید اہمیت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کو بھی مختلف مراحل میں تقسیم کر دیا۔
3. انسانی زندگی کے مراحل کو مختلف لوگوں نے اپنے نظریے سے دیکھا ہے، کسی نے انسانی زندگی کے مراحل کو صرف دو میں تقسیم کیا ہے، کسی نے چار میں تقسیم کیا ہے تو کسی نے تین مراحل میں تقسیم کیا ہے تو کسی نے چھے میں تقسیم کیا ہے۔ لیکن بنیادی مراحل ہر نظریے میں موجود ہیں۔
4. انسانی زندگی کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ بغیر ریاکاری کا صیغہ لاتے ہوئے کی جائے۔
5. اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کو محض بنیادی و فرض عبادات تک ہی محدود نہیں کر دیا بلکہ زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو دل و جان سے تسلیم کرنے کو عبادت قرار دیا ہے۔

@ 2022 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

1. سورۃ الاعراف ۷:۱۷۲
2. انجیل پیدائش ۲:۱۸-۲۳
3. سورۃ المومنون ۲۳:۱۴،۱۳

4. انجیل زبور ۱۳۹: ۱۴، ۱۳
5. سورۃ الاحزاب ۳۳: ۲۱
6. انجیل یوحنا ۱۱: ۱-۴۵
7. سورۃ ق ۵۰: ۱۵
8. سورۃ الذاریات ۵۱: ۵۶-۵۸
9. انجیل استثنا ۱۰: ۱۳، ۱۲
10. انجیل متی ۲۶: ۲۰، ۳۹-۴۶
11. البانی، سلسلہ احادیث صحیحہ، کتاب الاذان والصلاۃ، باب نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک، رقم الحدیث: ۷۴۳
12. سورۃ البقرہ ۲: ۱۱۰
13. ایضا: ۱۸۳
14. ذاکر عبدالکریم نائک، ڈاکٹر، قرآن پاک اور جدید سائنس (مترجم: محمد زاھد)، اسد نذیر پریٹرز، لاہور، س ن، ص ۷۹، ۷۸
15. Zakir Naik,Dr, The Quran and Modern Science compatible or Incompatible, Islamic research foundation, Mumbai, 2000,pg72
16. ذاکر نائک، قرآن پاک اور جدید سائنس، ص ۷۴
17. ایضا